نسیمہ رحمان
استاد شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور

# "قصص ہند": ایک غلط فہمی کا ازالہ

---

**Nasima Rehman**
*Department of Urdu, G C University, Lahore*

**"Qasas-e-Hind":Elimination of a Misunderstanding**

Since the origin and evolution of Urdu prose in Lahore, Maulana Muhammad Hussain Azad has got the prime importance with reference to subject and style. Among his books, Qasas-e- Hind (Part II) is an interesting story book on the subject of history. The subject matter of this book has eradicated prevailing misunderstanding among Azad's historians. It has been proved and further interpreted through research, criticism and analysis that Maulana's above mentioned book was not the result of any official writing competition in Education Department Lahore. Nevertheless, it has its own individual stature.

---

انیسویں صدی کے نصف دوم میں لکھی گئی درسی کتب ہی تھیں جنہوں نے اردو نثر میں علمیت کے ساتھ ادبیت کے مزاج کو بھی پروان چڑھایا۔ اس اعتبار سے بلاشبہ "قصص ہند" (حصہ دوم) مذکورہ خوبی سے متصف نظر آتی ہے۔ مقالہ نگار نے اپنے پی ایچ۔ ڈی کے مقالہ "اردو نثر کے ارتقاء میں لاہور کی خدمات" کے لیے مولانا محمد حسین آزاد کی تحریر کردہ درسی کتب کا مطالعہ کیا تو مؤرخین، محققین اور ناقدین کو اس بات پر متفق پایا کہ ان کی کتاب "قصص ہند" (حصہ دوم ۳۱۔ مارچ ۱۸۶۹ء کے ایک تصنیفی مقابلے کے نتیجے میں وجود میں آئی۔ جس کا اعلان ڈائریکٹر سررشتہ تعلیم میجر ہالرائیڈ نے ۱۸۶۸ء میں کیا تھا جبکہ مقالہ نگار نے اپنی تحقیقی وتنقیدی جستجو سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ "قصص ہند" کا اس مقابلے سے کوئی تعلق نہ تھا بلکہ تاریخی علمی درس وتدریس کے لیے مولانا محمد حسین آزاد سے یہ کتاب لکھوائی گئی۔ کیونکہ شواہد بتاتے ہیں کہ آزاد ۱۸۶۴ء سے سررشتہ تعلیم میں بطور ملازم تصنیف وتالیف اور نظر ثانی کے کام پر مامور تھے۔

احوال واقعی کی سرگذشت کچھ اس طرح ہے کہ درسی کتب کے فروغ کے لیے ہالرائیڈ نے ایک انعامی مقابلے کے سلسلہ کا آغاز کیا جو درحقیقت اردو نثر ہی کے فروغ کا باعث بنا۔ "خطبات گارساں وتاسی" ہی سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۸۶۸ء کے اوائل میں ہالرائیڈ نے یہ اعلان کیا کہ ۳۱۔ مارچ ۱۸۶۹ء کو اردو تصانیف کا ایک مقابلہ عمل میں آئے گا۔ اعلان کے مطابق چار مختلف موضوعات پر بہترین تصانیف لکھ کر اول، دوم اور سوم انعامات حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ اول آنے پر ایک ہزار روپیہ انعام

کا اعلان کیا گیا تھا۔ موضوعات درج ذیل تھے:

۱۔ عام اصولِ صَرف ونحو

۲۔ فارسی صرف ونحو

۳۔ تاریخ ہند سے متعلق ایسی کہانیاں جن میں اہم واقعات اور مشاہیر کے مفصل حالات کا تذکرہ کیا گیا ہو۔

۴۔ اقلیدس کے ایک حصہ کا اردو ترجمہ

یہ انعامی مقابلہ مندرجہ ذیل دو نکات کے ساتھ مشروط تھا:

اول: تصانیف کی زبان نہایت سادہ اور سلیس ہو۔ اس کے لیے حتی المقدور عربی، فارسی تراکیب اور محاورات کے استعمال سے اجتناب کیا جائے۔

دوم: منتخب ہونے والی تصانیف محکمہ تعلیم کی ملکیت شمار کی جائیں گی نیز محکمہ کو حق ہوگا کہ وہ انہیں ضروری تغیر وتبدل کے ساتھ طباعت کے زیور سے آراستہ کرے۔

۳۱۔ مارچ ۱۸۶۹ء کو ہالرائیڈ کے اعلان کے ردعمل میں تین فارسی قواعد جبکہ دو قصے مذکورہ معیار پر پورا اترے جن کے نام ملتے ہیں۔

(i) جامع القواعد فارسی مصنفہ مولوی کریم الدین [۱]

(ii) اصول فارسی مصنفہ مولانا الطاف حسین حالی [۲]

(iii) فارسی قواعد مصنفہ مولانا محمد حسین آزاد [۳]

(iv) کنز الفوائد مصنفہ مولوی سعید احمد دہلوی [۴]

(v) خیالات کلیان بہ موسوم بہ مراۃ العقل مصنفہ منشی کلیان رائے [۵]

اس مقابلہ ہی کے ضمن میں ''قصص ہند'' (حصہ دوم) مصنفہ محمد حسین آزاد کا تذکرہ بھی کیا جاتا ہے جو کہ مقالہ نگار کے خیال میں درست نہیں ہے۔ ''قصص ہند'' کا کم از کم اس مقابلے سے تعلق نہیں رہا۔ لہٰذا یہاں اب تک پائی جانے والی اس غلط فہمی کا ازالہ کرنے اور شواہد اور دلائل کی روشنی میں تجزیہ کرتے ہوئے درست حقائق کو سامنے لانے کی کوشش کی جائے گی کیونکہ اس بارے میں قطعی اور حتمی بات کہیں بھی نہیں ملتی۔

ڈاکٹر اسلم فرخی کے مطابق اردو کتب میں محمد حسین آزاد کی اردو نثری تصنیف ''قصص ہند'' حصہ دوم بھی انعام کی حقدار قرار پائی۔ لیکن اس پر کتنا انعام ملا اس بارے میں کچھ شواہد نہیں دیئے اور یہ کہ مذکورہ کتاب انعامی موضوعات کے سلسلہ نمبر ۳ سے متعلق ہے جو ۱۸۶۹ء میں مکمل ہوئی۔ ''قصص ہند'' تاریخ سے متعلق کہانیوں اور اہم واقعات و مشاہیر کے تفصیلی حالات سے متعلق لکھی جانے والی نصابی کتب میں سے ایک تھی۔

لیکن ''قصص ہند'' کی دستیاب قدیم اشاعت (۱۸۷۲ء) کو پیش نظر رکھیں تو سرورق پر یہ عبارت درج ہے:

قصص ہند ہند

حصہ دوم

پنجاب کے سر رشتہ تعلیم میں تالیف ہو کر لاہور کے سرکاری مطبع میں چھاپا گیا

۱۸۷۲ء

اس سررشتہ کی بے اجازت کوئی نہ چھاپے

تعداد جلد ۱۴۰۰

شروع ۲۵ دسمبر سنہ ۱۸۷۱ء ختم ۲۵۔ جولائی سنہ ۱۸۷۲ء (۶)

اب ذرا اس کے سن تصنیف کے حوالے سے مختلف بیانات ملاحظہ ہوں جن میں ''تاریخ ادبیات مسلمانان پاک و ہند'' میں اس کا سن تصنیف ۱۸۶۸ء (۷) لکھا ہے۔ ڈاکٹر محمد صادق بھی ''محمد حسین آزاد احوال و آثار'' میں ۱۸۶۸ء ہی سے متفق ہیں۔ (۸) جبکہ ڈاکٹر اسلم فرخی اس کا سن تحریر ۱۸۶۹ء اور اشاعت ۱۸۸۳ء بتاتے ہیں۔ (۹) ساتھ ہی یہ کہ کتاب ''مقابلے'' میں ایک مضبوط امیدوار کے طور پر شامل رہی۔

ڈاکٹر مرزا حامد بیگ بھی ڈاکٹر اسلم فرخی کے دیئے گئے سن تصنیف سے متفق دکھائی دیتے ہیں اور اپنے مضمون ''قصص ہند کا قضیہ'' میں اس کے مکمل ہونے کا سن ۱۸۶۹ء لکھتے ہیں۔ (۱۰) ڈاکٹر مرزا حامد بیگ نے مذکورہ سن ڈاکٹر اسلم فرخی اور سرورق سمیت دیگر معلومات خلیل الرحمٰن داؤدی کی مرتب کردہ ''قصص ہند'' مجلس ترقی ادب سے لی ہیں لیکن وہ ان بیشتر معلومات کا تذکرہ حوالے کے بغیر ایسے کرتے ہیں جیسے یہ معلومات خود ان کی کاوش کا نتیجہ ہیں جو تحقیق کی اخلاقیات کے منافی ہے۔

مقالہ نگار خلیل الرحمٰن داؤدی کے دیئے گئے سرورق کی عبارت سے متفق ہے کہ کتاب ۱۸۷۲ء میں ۱۸۸ صفحات پر مشتمل پہلی بار اشاعت کے مرحلہ سے گذری اور یہ کہ اس کے سن تصنیف کا زمانہ ۱۸۷۲ء ہے لیکن اس پر مولانا محمد حسین آزاد کا نام نہیں دیا گیا۔ یہ امر طے شدہ ہے کہ کتاب مولانا محمد حسین آزاد کی ہی تصنیف کردہ ہے۔ لالہ سری رام ''خمخانہ جاوید'' میں لکھتے ہیں کہ ''کرنل ہالرائیڈ صاحب ڈائریکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب نے جناب آزاد سے قصص ہند کا دوسرا حصہ لکھوایا جو مصنف کی اعلیٰ زبانی ولیاقت کی شہادت دے رہا ہے''۔ (۱۱) لیکن اس ضمن میں کوئی دلیل یا حوالہ نہیں دیا۔

ڈاکٹر مرزا حامد بیگ کے مطابق ابتدائی دو طباعتوں ۱۸۷۲ء کے علاوہ ۱۸۷۳ء پر بھی محمد حسین آزاد کا نام بطور مصنف درج نہیں۔ (۱۲) لیکن اس ضمن میں کوئی دلیل یا حوالہ نہیں دیا۔ جبکہ ڈاکٹر اسلم فرخی کے مطابق حصہ دوم کی اشاعت اول پر آزاد کا نام بھی درج نہیں تھا لیکن بعد کے ایڈیشن میں ان کا نام درج ہو گیا۔ (۱۳) یہ بعد کا ایڈیشن کون سا تھا اس کی نشاندہی وہ بھی نہیں کرتے۔

اس بیان کی روشنی میں ۱۸۷۳ء کے ایڈیشن پر مولانا آزاد کا نام درج تھا۔ قصص ہند کی دوسری اشاعت یعنی ۱۸۷۳ء پر ''انڈین میل'' بتاریخ ۳۔ فروری ۱۸۷۳ء میں اس پر تبصرہ شائع کیا جسے گارساں وتاسی نے بنیاد بنا کر اپنے مقالہ ''ہندوستانی زبان وادب ۱۸۷۳ء میں'' لکھا ہے کہ ''لاہور کالج کے مولوی محمد حسین آزاد نے محکمہ تعلیمات پنجاب کی سرپرستی میں قصص ہند کا دوسرا حصہ پیش کیا ہے جس میں اہم ترین شخصیتوں کے حالات حکایات کے طور پر بیان کیے ہیں اور شستہ پیرائے میں سچی اور بہت اچھی اردو میں قلمبند کیے ہیں'' (۱۴) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۸۷۳ء میں جو اشاعت ہوئی ہو گی اس پر آزاد کا نام ضرور درج ہو گیا کیونکہ اس کے بغیر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ''مولوی محمد حسین نے محکمہ تعلیمات کی سرپرستی میں قصص ہند کو دوسرا حصہ پیش کیا''۔ مقالہ نگار کی دسترس میں ۱۸۷۳ء کی اشاعت نہیں آسکی لیکن گارساں دتاسی کے مذکورہ بیان سے تصدیق ہوتی ہے کہ اس اشاعت پر آزاد کا نام درج تھا۔ ۱۸۷۲ء، ۱۸۷۳ء کے تذکرہ کے ساتھ ۱۸۷۸ء کی نویں اشاعت مقالہ نگار میسر آئی جس پر مولانا محمد حسین آزاد کا نام درج ہے اس کی لوح کی عبارت اس طرح ہے:

قصص ہند

حصہ دوم

مرتبہ مولوی محمد حسین صاحب پروفیسر عربی لاہور

حسب الحکم

جناب میجر ہالرائیڈ صاحب بہادر ڈائریکٹر

مدارس ممالک پنجاب وغیرہ

لاہور

کے سرکاری مطبع میں ماسٹر پیارے لال کیوریٹر کے زیر اہتمام سے

۱۸۷۸ء

اس سررشتہ کی بے اجازت کوئی نہ چھاپے‘‘(۱۵)

مقالہ نگار کے مطابق غالباً یہی عبارت ’’قصص ہند‘‘ کے دوسرے ایڈیشن (۱۸۷۳ء) پر ہوگی اور ابتدائی اشاعت پر آزاد کا نام نہ ہونے کی وجہ یہ رہی ہوگی کہ چونکہ درسی کتب محکمہ تعلیم کی ملکیت تصور کی جاتی تھیں نیز محکمہ اس میں ضروری تغیر تبدل کرنے کا بھی مجاز تھا اس لیے یہ محکمہ کی صوابدید پر تھا کہ وہ ان کتب کو جس طرح مرضی چھاپے۔

پھر ۱۸۷۸ء کی اشاعت کے سرورق کے پیش نظر ڈاکٹر مرزا حامد بیگ کا کہنا ہے کہ پہلی بار آزاد کا نام بطور مرتب کے شائع ہوا۔ درست نہیں رہتا کیونکہ دتاسی کے بیان کے مطابق ۱۸۷۳ء کی اشاعت پر آزاد کا نام درج تھا۔ دوسری طرف ۱۸۷۲ء، ۱۸۷۳ء اور ۱۸۷۸ء کے دستیاب شواہد سے ڈاکٹر اسلم فرخی کے اس بیان کی بھی نفی ہو جاتی ہے کہ ’’قصص ہند۔ حصہ دوم (۱۸۶۹ء) میں لکھی گئی۔ ۱۸۸۳ء میں شائع ہوئی‘‘(۱۶)

اس تمام بحث کی روشنی میں بعض تصریحات کی ضرورت ہے اول یہ کہ ’’قصص ہند‘‘ اگر ۱۸۶۸ء میں ہونے والے اعلان کے مطابق ۱۸۶۸ء کی تصنیف مان لی جائے تو پھر اس کا ذکر گارساں دتاسی کے ۱۸۶۹ء کے خطبہ میں کم از کم ہونا چاہئے تھا کیونکہ دتاسی اپنے خطبات میں سال بھر میں چھپنے والی اہم تصانیف اور ان پر ملنے والے انعامات کا بالخصوص تذکرہ کیا کرتا تھا۔ گارساں دتاسی ۳۱۔ مارچ ۱۸۶۹ء کو ہونے والے تصنیفی کتب کے مقابلے کے موضوعات کا ذکر تو کرتا ہے جس کے مندرجات کی تیسری شق سے قصص ہند مطابقت بھی رکھتی ہے لیکن انعامی مقابلے میں شرکت اور انعام کے حوالے سے اس کتاب کا تذکرہ نہیں کرتا۔ قصص ہند کا اولین ذکر مقالات گارساں دتاسی (جلد اول) کے مقالہ ’’ہندوستانی زبان و ادب ۱۸۷۳ء میں (ا)‘‘ ملتا ہے۔(۱۷) جبکہ اس سے قبل ۱۸۷۰ء، ۱۸۷۱ء، ۱۸۷۲ء کے مقالات میں اس کا ذکر نہیں کرتے۔ اس لیے اس خیال کو تقویت ملتی ہے کہ ’’قصص ہند‘‘ مقابلے کے مندرجات سے مطابقت رکھنے کے باوجود انعامی مقابلے کے لیے نہیں لکھی گئی اور نہ ہی اس پر انعام ملا۔ دتاسی کے مقالات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ۳۱۔ مارچ ۱۸۶۹ء کے بعد بھی اردو کتب کی تصنیف و تالیف کی حوصلہ افزائی کے لیے انعامات اور معاوضوں کا سلسلہ جاری رہا چنانچہ ۱۸۷۲ء کے مقالہ میں لکھتے ہیں کہ ’’ہندوستانی زبان میں کارآمد کتابیں تالیف کرانے کی ہر طرف ہمت افزائی کی جارہی ہے۔ مسلمانوں کی ترقی تعلیم کے لیے جو انجمن قائم ہے اس نے فیصلہ کیا ہے کہ ہندوستانی زبان میں لکھنے والے مصنفین کو پانسو، تین سو اور ڈیڑھ سو روپے کی رقمیں ان کی کتابوں کے معیار اور ضخامت کے لحاظ سے بطور معاوضہ دی جائیں‘‘(۱۸) گارساں دتاسی اس ضمن میں مزید لکھتا ہے:

> ’’حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ جو لوگ ہندوستانی زبان میں (اردو میں یا ہندی میں) فلسفہ، تاریخ، سیاست یا سائنس وغیرہ پر کوئی کتاب تالیف کریں گے انہیں ان کی محنت کا معاضہ دیا جائے گا۔ بشرطیکہ اس میں کوئی

بات ایسی نہ آنے پائے جو اخلاقی نقطۂ نظر سے گری ہوئی ہو یا فرقہ وارانہ اغراض کے لیے لکھی گئی ہو۔ ۱۸۷۱ء اور ۱۸۷۲ء میں ہندی اور اردو کی ۲۲ کتابیں کمیشن نے پسند نے پسند کیا جو خاص اس غرض کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔ ان کتابوں کے مصنفین کو ۸ مئی ۱۸۷۲ء الہ آباد میں لیفٹیننٹ گورنر نے انعامات تقسیم کئے۔ بعض نے معقول رقمی معاوضہ قبول کیا۔ بعض نے اپنی کتاب حکومت کے خرچ پر طبع کرانے کی خواہش ظاہر کی اور بعض نے یہ کہ ان کتابوں کے نسخوں کی ایک خاص تعداد حسب ضرورت حکومت مدارس کے لیے خرید لے۔''(۱۹)

اس ضمن میں گارساں دتاسی نے جن چند کتابوں کا تذکرہ کیا ہے ان میں بھی قصص ہند کا ذکر نہیں ملتا چنانچہ قصص ہند نہ تو کسی مقابلے کے لیے اور نہ ہی انعام کی غرض سے لکھی گئی۔ پھر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ یہ ۱۸۶۹ء میں مکمل ہوئی تو اس کا ذکر دتاسی کے ۱۸۷۰ء اور ۱۸۷۱ء کے مقالات میں نہ سہی ۱۸۷۲ء کے اس مقالہ میں تو ''قصص ہند'' کا ذکر آنا چاہئے تھا جس میں بہترین کتابوں پر حکومت کی طرف سے ۸ مئی ۱۸۷۲ء کو انعامات دیئے گئے۔ پھر اگر ۱۸۶۹ء میں کتاب مکمل ہو بھی چکی ہو تو کتاب کے ۱۸۷۲ء میں چھپنے کی کیا وجوہ تھیں جبکہ مطابع کے قیام سے مکمل ہونے کے بعد بروقت طباعت کا مسئلہ بھی نہ رہا تھا پھر حکومت تو ایسی کتابوں کو اپنی سرپرستی میں شائع کراتی تھی۔ اس پہلو پر کسی بھی صاحب الرائے نے روشنی نہیں ڈالی۔ لہٰذا ۱۸۷۲ء کی اشاعت کے سرورق پر یہ جملہ ''شروع ۲۵۔ دسمبر ۱۸۷۱ء ختم ۲۵۔ جولائی ۱۸۷۲ء'' درست معلوم ہوتا ہے جو سال تصنیف اور سال اختتام کی نشاندہی کرتا ہے۔ ان نکات کی بنا پر مقالہ نگار یہ نتائج اخذ کرتی ہے:

۱) ''قصص ہند'' (حصہ دوم) کسی مقابلے کے لیے نہیں لکھی گئی۔ اس کی تصدیق اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ اس سلسلہ کی پہلی کتاب ''قصص ہند (حصہ اول) مصنفہ پیارے لال آشوب بھی تاریخ کے موضوع پر بہترین کتاب ہے۔ اس کا پہلا سن اشاعت بھی ۱۸۷۲ء ہے لیکن جہاں کہیں بھی کسی مقابلے یا انعام کا تذکرہ آتا ہے وہاں اس کا تذکرہ بھی نہیں ملتا۔ چنانچہ قصص ہند کا حصہ اول پیارے لال آشوب کو اور حصہ دوم محمد حسین آزاد کو لکھنے کے لیے تفویض کیا گیا۔ (۲۰) دونوں کتابیں پہلی بار ۱۸۷۲ء میں چھاپ کر منظر عام پر آئیں۔ نیز یہ معمول کی درسی و تدریسی ضروریات کے پیش نظر لکھوائی گئیں۔ کسی انعام یا مقابلے سے ان کے کسی تعلق کے شواہد نہیں ملے۔

۲) مقالہ نگار کا استدلال ہے کہ ''قصص ہند'' کے موضوع اور اسلوب بیان کے مطالعہ کریں تو اس کا متن اس بات کی دلیل ہے کہ اگر یہ کسی انعامی مقابلے کی غرض سے لکھی گئی ہوتی تو یقیناً انعام کی حقدار قرار پاتی اور اس کا تذکرہ دیگر انعام یافتہ کتب میں ضرور کیا جاتا کیونکہ اس عرصہ میں محمد حسین آزاد محکمہ تعلیم کے افسران پر اپنی علمیت کی دھاک بٹھا چکے تھے لیکن اس کے باوجود مقابلے اور انعام کے حوالے سے ایسا کوئی ثبوت فراہم نہیں ہو سکا۔ لہٰذا اس سے بھی یہ خیال تقویت پاتا ہے کہ ''قصص ہند'' محکمہ تعلیم کی درسی ضروریات یعنی طلباء کو تاریخی معلومات بہم پہنچانے کے لیے تحریر کی گئی۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے محکمہ تعلیم کے انگریز افسران نے اعلیٰ اذہان اور صلاحیتوں کے مالک قابل اور تجربہ کار احباب کو محکمہ تعلیم میں ملازمت پر مامور کیا ہوا تھا۔

۳) قصص ہند ۲۵۔ جولائی ۱۸۷۲ء کو مکمل ہونے کے بعد اسی سال پہلی بار شائع ہوئی اس لیے اس کا تذکرہ گارساں دتاسی نے بھی اپنے ۱۸۷۳ء کے مقالہ میں کیا ہے۔ ڈاکٹر مرزا حامد بیگ کے مطابق ''پنجاب گورنمنٹ گزٹ مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۸۷۲ء میں قابل فروخت مطبوعہ کتب کی فہرست میں قصص ہند حصہ اول و دوم دونوں دستیاب تھیں'' نیز مقالہ نگار کو پنجاب گزٹ بتاریخ ۹۔ اپریل ۱۸۷۴ء کی جو فہرست کتب دستیاب ہوئی ہے اس میں بھی اس کا ذکر موجود ہے۔ یہ بھی دلیل ہے کہ ۱۸۷۳ء میں بھی ''قصص ہند'' چھپی ہوگی۔

۴) محمد حسین آزاد نے یہ کتاب ڈائریکٹر مدارس ممالک پنجاب میجر ہالرائیڈ کے حکم سے لکھی۔ جس کی تصدیق سرورق اور لالہ سری رام کے بیان سے ہوتی ہے۔

۵) یہ کتاب محکمہ تعلیمات پنجاب کی سرپرستی میں لاہور کے سرکاری مطبع سے چھپی۔

۶) نصابی کتب کے سلسلہ میں بے حد مقبول درسی کتب تھی۔

۷) کتاب کی ایک اور اشاعت ۱۸۷۶ء کا تذکرہ دتاسی کے مقالہ ۱۸۷۶ء میں بھی ملتا ہے۔

۸) کتاب کا موضوع ''تاریخ'' ہے جس کو قصے کہانی کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ غالباً یہی محققین کے لیے اس مغالطے کی وجہ رہی ہے کہ کتاب ۳۱۔ مارچ ۱۸۶۹ء کے مقابلے کے لے دیئے جانے والے مندرجات کی تیسری شق سے مطابقت رکھنے کی بناء پر اس مقابلے کے لیے لکھی گئی ہوگی۔

۹) کتاب ''قصص ہند'' تاریخ اور تخیل کے امتزاج سے واقعات کو عمدگی اور بہترین اسلوم میں بیان کرنے کے باوجود اس پر کسی انعام کا تذکرہ نہیں مل سکا۔

۱۰) ''قصص ہند'' چونکہ تین مختلف حصوں پر مشتمل ہے جس کا حصہ اول اور سوم پیارے لال آشوب کیوریٹر پنجاب بک ڈپو کا تحریر کردہ ہے اور حصہ دوم محمد حسین آزاد کی تحریر ہے۔ اس لیے ان تینوں حصوں کو بغور دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ میجر ہالرائیڈ نے تاریخ کے موضوع پر ان سے یہ کتابیں لکھوائیں یوں انہیں فرمائشی کتب کہا جائے گا۔ جس میں ہندوؤں کی تاریخ، اسلامی تاریخ اور انگریزی تاریخ کی صورت تینوں اقوام کی تاریخ کا احاطہ کیا گیا ہے۔ یہ تینوں حصے گو کہ مربوط و مفصل تاریخ پر مبنی نہیں ہیں بلکہ صرف چنیدہ بادشاہوں کا کارناموں کو تاریخی قصوں کی صورت میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ طالبعلموں کو تاریخ اور تاریخی مشاہیر سے ایک بھرپور تعارف ہو سکے تا کہ ان میں تاریخ سے آشنائی اور دلچسپی کا عنصر پیدا ہو جائے اور یہی اس کتاب کا اصل مقصد تحریر تھا۔

۱۱) ''قصص ہند'' (حصہ دوم) کی زبان سادہ اور عام فہم ہے جس میں فارسی الفاظ اور تراکیب کم استعمال ہوئی ہیں۔

۱۲) کتاب پر مرتب کا لفظ اس لیے لکھا گیا کہ تاریخی واقعات اور مشاہیر کا تذکرہ تاریخی کتب میں پہلے سے موجود ہے لیکن محمد حسین آزاد نے کہانی کی طرز پر انہیں اپنے منفرد اسلوب میں ترتیب دیا ہے۔ قصص ہند (حصہ دوم) محکمہ تعلیم کے لیے لکھی جانے والی کتب میں خاص اہمیت کی حامل تھی۔ جس میں غزنوی سلطنت کی ابتداء سے نادرشاہ کے حملے تک کے معدودے چند بادشاہوں کے کارنامے اور تاریخ کو قصے کہانی کی صورت میں بیان کیا ہے۔ ہر چند کتاب کا مقصد نوعمر طلباء کو اہم تاریخی مشاہیر سے روشناس کرانا تھا لیکن اس کے اسلوب کی دلکشی، سادگی اور پرکاری نے اسے دلچسپ ادبی نثر کی کتابوں میں صف اول میں لا کھڑا کیا۔

# حواشی

۱۔ یہ کتاب درجہ اول پر رہی اور ہزار روپے انعام کی حقدار قرار پائی (مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو ''صحیفہ'' شمارہ نمبر۴۰، جولائی ۱۹۶۷ء)

۲۔ یہ کتاب ۱۸۶۸ء میں انعام کی غرض سے لکھی گئی۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو حالی کی اردو نثر نگاری مصنفہ ڈاکٹر عبدالقیوم، نقوش لاہور، نومبر ۱۹۵۳ء، ''حالی کا ذہنی ارتقاء'' مصنفہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان۔

۳۔ مولانا محمد حسین آزاد کو اس پر دو سو روپے کا انعام ملا (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو محمد حسین آزاد حیات و تصانیف مصنفہ ڈاکٹر اسلم فرخی، ''راوی'' آزاد نمبر ۱۹۸۳ء)

۴۔ ایک اصلاحی تمثیلی قصہ ہے جس پر مولوی سعید احمد دہلوی کو بھی انعام دیا گیا۔ (ملاحظہ ہو خطبات گارساں دتاسی)

۵۔ سفر نامہ کے انداز میں لکھا گیا تمثیلی قصہ جس پر سو روپے کا انعام ملا ۱۸۷۰ء چھپا (ملاحظہ ہو اردو ناول کا ارتقاء مصنفہ ڈاکٹر عظیم الشان صدیقی)

۶۔ آزاد، محمد حسین، ''قصص ہند، (مرتبہ) خلیل الرحمٰن داؤدی، لاہور، مجلس ترقی ادب، سن ندارد

۷۔ فیاض محمود، سید: عبادت بریلوی ڈاکٹر (مرتبین) ''تاریخ ادبیات مسلمانان پاک و ہند'' (نویں جلد) لاہور، پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۷۲ء ص: ۳۱۵

۸۔ محمد صادق، ڈاکٹر، محمد حسین آزاد احوال و آثار، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۶ء، ص: ۴۶

۹۔ اسلم فرخی، ڈاکٹر، محمد حسین آزاد حیات و تصانیف، کراچی، اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۶۴ء، ص: ۶۰۷

۱۰۔ حامد بیگ، ڈاکٹر مرزا: قصص ہند کا قضیہ، مضمون مشمولہ تحقیقی مجلّہ ''الماس'' شعبہ اردو شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، خیرپور، سندھ، ۲۰۰۳ء، ص: ۲۴۷

۱۱۔ لالہ سری رام، ''خمخانہ جاوید'' (جلد اول) دہلی، مخزن پریس، ۱۳۲۵ء، ص: ۳۳

۱۲۔ ''قصص ہند کا قضیہ''، مشمولہ تحقیقی مجلّہ ''دی سن''، ص: ۲۴۷

۱۳۔ محمد حسین آزاد ''حیات و تصانیف''، ص: ۶۱۵

۱۴۔ گارساں دتاسی، ''مقالات گارساں دتاسی'' (جلد اول)، کراچی، انجمن ترقی اردو، طبع دوم، ۱۹۶۴ء، ص: ۳۲۴

۱۵۔ یہ اشاعت پنجاب پبلک لائبریری میں موجود ہے۔ ۱۶۔ ''محمد حسین آزاد حیات و تصانیف''، ص: ۶۰۷

۱۷۔ ملاحظہ ہو مقالات گارساں دتاسی (جلد اول)، کراچی، انجمن ترقی اردو، ۱۹۶۴ء (طبع دوم)، ص: ۳۲۴

۱۸۔ ''مقالات گارساں دتاسی'' (جلد اول)، ص: ۲۰۵ ۱۹۔ ''مقالات گارساں دتاسی'' (جلد اول)، ص: ۲۰۶

۲۰۔ ''خمخانہ جاوید'' سے پتہ چلتا ہے کہ محمد حسین آزاد ۱۸۶۴ء میں محکمہ تعلیم کے دفتر میں پندرہ روپے ماہوار پر ملازم ہوئے بعد ازاں ڈائریکٹر سررشتہ تعلیم میجر فلر کے بعد کرنل ہالرائیڈ نے قدردانی فرما کر ان کا مشاہرہ ۷۵ روپے کر دیا تھا۔ چنانچہ تصنیف تالیف اور نظر ثانی کے فرائض انجام دیتے رہے اسی لیے ان کی بیشتر کتابیں محکمہ تعلیم کی علمی ضروریات کا نتیجہ ہیں۔